محمد اویس صاحب ندوی نگرامی

بائبل: قرآن اور حدیث میں - ۱

مولانا محمد اویس ندوی نگرامی[۱] (م ۱۹۷۶ء) ضلع لکھنؤ (اتر پردیش) کے مردم خیز قصبہ نگرام کے ایک صاحبِ علم و فضل خاندان کے چشم و چراغ تھے جس میں وعظ و تبلیغ اور تصنیف و تالیف کی روایت کم از کم چار پشتوں سے مستحکم چلی آرہی تھی۔ اُن کے پردادا مولانا عبدالعلی نگرامی اپنے وقت کے بلند پایہ عالم، صاحبِ رسوخ نقشبندی شیخ اور سیّد احمد شہید کی جاری کردہ تحریکِ اصلاح و جہاد کے سرگرم کارکن تھے۔ مروجہ بدعات کی تردید میں متعدد رسائل کے علاوہ ایک اہم کتاب "احکام القرآن" اُن سے یادگار ہے۔ مولانا عبدالعلی کے فرزند (اور مولانا محمد اویس ندوی کے دادا) مولانا محمد ادریس نگرامی کو مولانا عبدالحی لکھنوی سے شرف تلمذ حاصل تھا اور مولانا فضلِ رحمان گنج مرادآبادی کے مسترشد و مجاز تھے۔ علمی دُنیا میں اُن کی شہرت "تطییب الاخوان بذکر علماء الزمان" کی بدولت ہے۔ صاحبِ "نزہتہ الخواطر" نے اُن کی تیرہ دوسری تصنیفات کا بھی ذکر کیا ہے[۲]۔ مولانا محمد ادریس کے صاحبزادے (اور مولانا محمد اویس کے والد ماجد) مولانا محمد انیس ندوۃ العلماء (لکھنؤ) کے فیض یافتہ اور اپنے خانوادے کے علمی مقام کے وارث تھے۔ زمانۂ قریب میں اس خاندان کے ایک فرد بلکہ "فرد فرید" مولانا عبدالرحمٰن ندوی نگرامی تھے۔ اُن کے فہم و ذکا اور فکر و نظر سے ندوۃ العلماء کے حلقے کی بڑی امیدیں وابستہ تھیں، مگر ۲۷ سال کی عمر میں اُن کا انتقال ہوگیا۔ مولانا سیّد سلیمان ندوی نے اُن کی رحلت پر بڑا ہی دلدوز مضمون لکھا تھا، جس کے عنوان "ہماری جماعت کا لعل شب چراغ گم ہوگیا" سے شدت اندوہ کا اندازہ کیا جاسکتا ہے[۳]۔

مولانا محمد اویس ندوی نے بزرگانِ خاندان سے ابتدائی تعلیم حاصل کی اور دارالعلوم ندوۃ العلماء میں داخل ہوئے۔ فارغ التحصیل ہوکر یہیں سلکِ تدریس سے منسلک ہوگئے۔ مولانا ابوالحسن علی ندوی کے بقول

> سیّد [سلیمان ندوی] صاحب --- دارالعلوم کے ہونہار فضلاء اور صاحب صلاحیّت نوجوانوں کی بڑی قدر کرتے تھے اور چاہتے تھے کہ اُن کی علمی اور تحریری صلاحیتیں پروان چڑھیں اور وہ مدرّس یا مصنّف یا محقّق کی حیثیت سے نمایاں ہوکر بڑوں کی جگہ لیں۔ اُن کی نگاہِ انتخاب مولانا محمد اویس صاحب پر پڑی، اُنھوں نے ان کو اپنے پاس دارالمصنّفین اور براہ راست ان کو اپنی تربیت میں لے لیا[۴]۔

سیّد سلیمان ندوی کو بقول مولانا محمد اویس ندوی "اسلامی علوم میں حقیقی شغف قرآن مجید بلا لیا مولانا

سے تھا- آیاتِ قرآنی سے کلامی، فقہی، اخلاقی اور سیاست اسلامی کے مسائل کا استنباط، اس کے ادبی لطائف کی تشریح و توضیح اور تاریخی مباحث کی تحقیق اُن کی زندگی کا دلچسپ موضوع تھا[5]۔" چنانچہ مولانا محمد اویس نے اُن کی نگرانی میں "فقہ القرآن" پر کام کیا تھا- جون ۱۹۴۶ء میں سیّد صاحب بحیثیت قاضی القضاۃ، بھوپال تشریف لے گئے اور مولانا محمد اویس ندوۃ العلماء میں شیخ التفسیر ہو گئے- تقریباً ۲۸-۳۰ برس ندوۃ العلماء میں درس و تدریس کے ساتھ ساتھ اُنھوں نے علومِ قرآن پر اپنے غور و فکر کا حاصل قلمبند کیا- قرآنیات پر اُن کی مستقل تصانیف — تفسیر ابن القیم (عربی)، تعلیم القرآن، قرآن کا مطالعہ کیسے کریں؟ — کے ساتھ ساتھ شاہ ولی اللہ کی "الفوز الکبیر فی اصول التفسیر" پر اُن کے حواشی اور ماہنامہ "معارف" (اعظم گڑھ) میں شائع شدہ اُن کے متعدد مقالات اُن کی نکتہ رس طبیعت پر شاہدِ عادل ہیں-

مولانا محمد اویس کی رحلت پر معارف (اعظم گڑھ) کے تعزیتی شذرے میں لکھا گیا تھا کہ "ضرورت اس کی ہے کہ مولانا کے مضامین کا مجموعہ شائع ہو، سیّد [سلیمان ندوی] صاحب کے حوالوں اور حواشی کا ایک قابل قدر تفسیری سرمایہ اُن کے پاس محفوظ تھا، اس کی اشاعت بھی قرآنی علوم میں قیمتی اضافہ ہو گی[6]۔" مگر متعدد خواہشات کی طرح یہ بھی پایۂ تکمیل کو نہ پہنچ سکی- آج ہم مولانا محمد اویس ندوی نگرامی کی ایک تحریر "معارف" کی مجلّدات سے پیش کر رہے ہیں- اگر اللہ تعالیٰ نے توفیق دی تو مسلم - مسیحی روابط کے حوالے سے شاید کچھ مزید تحریریں بھی از سر نو شائع کی جا سکیں- مدیر

قرآن مجید نے دوسرے آسمانی صحیفوں کے متعلق اپنا طرزِ عمل یہ رکھا ہے کہ اوّلاً ان کو صحیفۂ الٰہی تسلیم کیا ہے اور اپنے ماننے والوں پر ان کا ماننا ضروری قرار دیا ہے، فرمایا:

قُوْلُوْٓا اٰمَنَّا بِاللّٰہِ وَمَآ اُنْزِلَ اِلَیْنَا وَ مَآ اُنْزِلَ اِلٰٓی اِبْرٰھٖمَ وَاِسْمٰعِیْلَ وَ اِسْحٰقَ وَ یَعْقُوْبَ وَالْاَسْبَاطِ وَمَآ اُوْتِیَ مُوْسٰی وَ عِیْسٰی وَمَآ اُوْتِیَ النَّبِیُّوْنَ مِنْ رَّبِّھِمْ (البقرہ: ۱۳۶)

(اے مسلمانو!) تم کہو کہ ہم خدا پر اور جو کچھ ہماری طرف اتارا گیا اُس پر، اور جو کچھ ابراہیم اور اسماعیل اور یعقوب اور خاندانِ یعقوب کی طرف اتارا گیا، اس پر اور جو کچھ موسیٰ و عیسیٰ کو دیا گیا اس پر اور جو کچھ سب پیغمبروں کو ان کے پروردگار کی طرف سے دیا گیا، ہم ان سب پر ایمان لائے-

اس کے بعد قرآن کا دعویٰ ہے کہ ان آسمانی صحیفوں میں تبدیل و تحریف ہوئی ہے، اور یہ اپنی اصلی حالت پر باقی نہیں رہے، ارشاد ہوا-

يُحَرِّفُوْنَ الْكَلِمَ مِنْ بَعْدِ مَوَاضِعِہٖ (المائدہ: ۴۱)
وہ لفظوں کو اپنی (مناسب) جگہ سے ہٹا دیتے ہیں۔
فَوَيْلٌ لِّلَّذِيْنَ يَكْتُبُوْنَ الْكِتَابَ بِاَيْدِيْهِمْ ثُمَّ يَقُوْلُوْنَ هٰذَا مِنْ عِنْدِاللهِ
(البقرہ: ۷۹)
تو پھٹکار ہو ان پر جو اپنے ہاتھوں سے کتاب لکھتے ہیں، پھر کہتے ہیں، یہ خدا کی طرف سے ہے۔

قرآن پاک نے تحریف و تبدیل کا راز فاش کر کے اکثر اس کی تردید و تصحیح بھی کی! مثلاً بائبل میں حضرت سلیمان علیہ السلام کے متعلق ہے۔

اور اس کی جورووں نے اس کے دل کو پھیرا، کیونکہ ایسا ہوا، کہ جب سلیمان بوڑھا ہوا تو اس کی جورووں نے اس کے دل کو غیر معبودوں کی طرف مائل کیا۔ (سلاطین: باب ۱۱)

قرآن نے اس کی تردید کی اور فرمایا۔
وَمَا كَفَرَ سُلَيْمَانُ (البقرہ: ۱۰۲)
اور کفر نہیں کیا سلیمان نے۔

بائبل اشارۃً کہتی ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا طرزِ عمل اپنی ماں کے ساتھ اچھا نہ تھا۔ مرقس باب ۳ میں ہے۔

انہوں نے اس سے کہا کہ دیکھو تیری ماں اور تیرے بھائی باہر تجھے طلب کرتے ہیں، اس نے انہیں جواب دیا، کون ہے میری ماں یا میرے بھائی؟

قرآن حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی زبان سے کہتا ہے۔
بَرًّا بِوَالِدَتِيْ (مریم: ۳۲)
اور سلوک کرنے والا اپنی ماں کے ساتھ

تیسری بات قرآن یہ کہتا ہے کہ ان خداوندی نوشتوں میں جو صداقتیں اور صحیح تعلیمات تھیں، وہ قرآن میں بیان کر دی گئی ہیں، قرآن ان سب کا امین اور شاہد ہے، ارشاد ہوا۔

وَاَنْزَلْنَآ اِلَيْكَ الْكِتَابَ بِالْحَقِّ مُصَدِّقًا لِّمَا بَيْنَ يَدَيْهِ مِنَ الْكِتَابِ وَمُهَيْمِنًا عَلَيْهِ (المائدہ: ۴۸)
اور ہم نے (اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم) تیری طرف سچائی کے ساتھ یہ کتاب اتاری ہے، جو اپنے سے پہلے کی کتاب کی تصدیق کرتی ہے اور اس پر شاہد و حاوی ہے۔
وَاِنَّهٗ لَفِيْ زُبُرِ الْاَوَّلِيْنَ (الشعراء: ۱۹۶)
اور بے شبہ یہ پہلے کی کتابوں میں مذکور ہے۔

بعض آیات میں مضامین کی بھی صراحت کر دی گئی ہے، کہ یہ چیزیں کتبِ سابقہ میں بیان ہو چکی ہیں، ارشاد ہوا۔

اَمْ لَمْ يُنَبَّاْ بِمَا فِىْ صُحُفِ مُوْسٰى ۝ وَ اِبْرٰهِيْمَ الَّذِىْ وَفّٰى ۝ اَلَّا تَزِرُ وَازِرَةٌ وِّزْرَ اُخْرٰى (النجم: ٣٦-٣٨)

کیا اس کو خبر نہیں پہنچی اس کی جو ہے صحیفوں میں موسیٰ کے اور ابراہیم کے، جس نے کہ اپنا قول پورا اتارا، کہ اٹھاتا نہیں کوئی بوجھ اٹھانے والا بوجھ کسی دوسرے کا۔

قَدْ اَفْلَحَ مَنْ تَزَكّٰى ۝ وَذَكَرَاسْمَ رَبِّهٖ فَصَلّٰى ۝ بَلْ تُؤْثِرُوْنَ الْحَيٰوةَ الدُّنْيَا ۝ وَالْاٰخِرَةُ خَيْرٌ وَّاَبْقٰى ۝ اِنَّ هٰذَا لَفِى الصُّحُفِ الْاُوْلٰى ۝ صُحُفِ اِبْرٰهِيْمَ وَ مُوْسٰى. (الاعلیٰ : ١۴-١٩)

بے شک بھلا ہوا اس کا جو سنورا اور لیا اس نے نام اپنے رب کا، پھر نماز پڑھی، کوئی نہیں، تم بڑھاتے ہو دنیا کے جینے کو اور پچھلا گھر بہتر ہے اور باقی رہنے والا، یہ لکھا ہوا ہے پہلے صحیفوں میں، ابراہیم اور موسیٰ کے صحیفوں میں۔

وَلَقَدْ كَتَبْنَا فِى الزَّبُوْرِ مِنْۢ بَعْدِ الذِّكْرِ اَنَّ الْاَرْضَ يَرِثُهَا عِبَادِىَ الصّٰلِحُوْنَ (الانبیاء: ١٠٥)

اور ہم نے لکھ دیا ہے، زبور میں نصیحت کے بعد کہ آخر زمین پر مالک ہوں گے ہمارے صالح بندے!

علامہ جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ نے الاتقان (النوع الخامس عشر) میں بعض روایتیں نقل کی ہیں جن میں رسول اللہ ﷺ اور صحابہ کرامؓ نے ارشاد فرمایا ہے کہ فلاں آیت تورات میں موجود تھی، مثلاً حضرت ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ جب سبح اسم ربک الاعلیٰ نازل ہوئی تو حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا، کہ یہ پوری سورہ صحف ابراہیم و موسیٰ میں ہے، (حاکم) حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاصؓ نے ارشاد فرمایا کہ قرآن میں رسول اللہ ﷺ کی جو صفات آیت انا ارسلنک شاھداً و مبشرا و نذیرا میں بیان کی گئی ہیں، ان میں سے بعض تورات میں موجود ہیں، (بخاری) کعب سے روایت ہے کہ تورات کی ابتداء اس آیت سے تھی:

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِىْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ وَجَعَلَ الظُّلُمٰتِ وَالنُّوْرَ ثُمَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا بِرَبِّهِمْ يَعْدِلُوْنَ (الانعام: ١)

علامہ راغب "مفردات" میں قرآن کی وجہ تسمیہ بتلاتے ہیں۔

انما سمی قراناً لکونہ جمع ثمرات

قرآن کو قرآن اس لیے کہتے ہیں کہ وہ سابقہ کتابوں کے مضامین کا جامع ہے۔

ان تصریحات سے یہ بات پوری طرح واضح ہو گئی، کہ قرآن میں دوسرے خداوندی نوشتوں کے صحیح مضامین پائے جاتے ہیں۔

(جاری ہے)

حواشی

۱۔ مولانا محمد اویس ندوی نگرامی کی سوانح حیات پر اگر کوئی مستقل کتاب شائع ہوئی ہے تو ہماری نظر سے نہیں گزر سکی۔ اُن کی سوانح حیات پر حسب ذیل مضامین سے کچھ روشنی پڑتی ہے۔
سیّد ابوالحسن علی ندوی، پرانے چراغ، کراچی: مجلس نشریات اسلام (۱۹۸۱ء)، حصّہ دوم، صفحات ۲۴۶-۲۶۲، عبدالماجد دریا بادی، معاصرین، کراچی: مجلس نشریات اسلام (س-ن)، صفحات ۲۱۵-۲۱۶، محمد عمیر الصدیق دریا بادی، ماہنامہ "معارف" (اعظم گڑھ)، ستمبر ۱۹۷۶ء، صفحات ۲۲۹-۲۳۴

۲۔ اس خانوادے کے افراد کے لیے دیکھیے: رحمان علی، تذکرہ علمائے ہند [ترجمہ محمد ایوب قادری]، کراچی: پاکستان ہسٹاریکل سوسائٹی (۱۹۶۱ء)، محمد ادریس نگرامی، تطییب الاخوان بذکر علماء الزمان، سیّد عبدالحی، نزہتہ الخواطر و بہجتہ المسامع والنواظر، حیدرآباد دکن: دائرۃ المعارف (۱۹۵۹ء)، جلد ہفتم

۳۔ سیّد سلیمان ندوی، یادرفتگاں، کراچی: مکتبہ الشرق (۱۹۵۵ء)، صفحات ۶۲-۷۰، اختر راہی، ماہنامہ "المعارف" (لاہور)، اگست ۱۹۸۱ء، صفحات ۴۵-۴۹

۴۔ سیّد ابوالحسن علی ندوی، حوالہ مذکورہ، صفحات ۲۵۲-۲۵۳

۵۔ محمد اویس ندوی نگرامی، (مقالہ) "بعض اہم علمی کام"، ماہنامہ "معارف" (اعظم گڑھ)، مئی ۱۹۵۵ء (سلیمان نمبر)، ص ۲۴۵

۶۔ محمد عمیر الصدیق دریا بادی، حوالہ مذکورہ، ص ۲۳۴